مباہلہ کے نتیجے میں عظیم الشان کامیابیوں کا ذکر خدا تعالیٰ نے جشن تشکر کا سال احمدیت کی کامیابی کا سال بنا دیا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ / اگست ۱۹۸۹ء بمقام اسلام آباد ٹیلفورڈ برطانیہ)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ اس صدی کا جو نئی صدی جماعت احمدیہ کی شروع ہوئی ہے اس کا وہ جلسہ جسے ہم کئی پہلوؤں سے مرکزی جلسہ قرار دے سکتے ہیں بڑی عمدگی کے ساتھ اور خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں کا مظہر بنتے ہوئے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اس جلسے پر آنے والے جس محبت اور شوق اور ولولے اور اخلاص سے آئے ہیں ان کی کیفیات کو ماپنے کا کوئی پیمانہ تو ہمارے پاس نہیں لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ ان کیفیتوں سے آشنا چلی آرہی ہے۔ یہ ایک دو یا چند سالوں کی بات نہیں۔ جب سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے آپ کے ساتھ محبت اور عشق رکھنے والی جماعت اپنی سوچوں، اپنی قلبی کیفیات میں تمام دنیا سے ممتاز ہو چکی ہے اور جو خلوص کے جذبے ان کے پہلوؤں میں جنم لیتے ہیں اور پرورش پاتے ہیں، جو ان کے دلوں میں موجزن ہوتے ہیں باہر کی دنیا ان کا تصور بھی نہیں کر سکتی لیکن بسا اوقات دیکھنے والے بعض پہلوؤں کو دیکھ کر متعجب ضرور ہوتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان سے آنے

والوں میں سے جس جس نے بھی British Embassy کے Immigration آفیسرز کو انٹرویو دیا وہ بڑے متعجب تھے کہ یہ لوگ کیوں اس قدر غیر معمولی ولولے اور جذبے کے ساتھ دور دراز ملکوں میں جارہے ہیں جن میں سے اکثر غریب تھے اور ان کے پاس ان افسروں کو دکھانے کے لئے کوئی بینک بیلنس نہیں تھا لیکن بڑی پختگی اور عزم کے ساتھ یہ وعدے کر رہے تھے کہ ہم صرف جلسے میں شرکت کر کے اور اپنے امام کی زیارت کے بعد واپس آجائیں گے۔ باوجود اس کے کہ بظاہر شکوک اور شبہات کی بڑی گنجائش موجود تھی لیکن ان کی صداقت کے زور نے ان انٹرویو لینے والوں پر یہ بات بہر حال ثابت کر دی تھی کہ یہ سچ بولنے والے لوگ ہیں اور جو کہہ رہے ہیں درست ہے لیکن ان کو پھر بھی یہ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

چنانچہ پروفیسر محمد علی صاحب (وہ پروفیسر نہیں جو معروف ہیں ایک شاعر کے طور پر بلکہ صوبہ سرحد سے ایک محمد علی خان صاحب ہیں جو صوبہ سرحد کے امیر بھی تھے اور پی اے ایف میں یعنی Pakistan Air Force میں یہ لیکچرار ہوا کرتے تھے سائیکالوجی کے مضمون پہ۔ سائیکالوجسٹ ہیں) ان کا جب انٹریو ہوا تو امیگریشن آفیسر نے ان سے کہا کہ آپ تو بڑے قابل سائیکولوجسٹ ہیں مجھے ایک بات سمجھائیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں نے اپنی زندگی میں ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا۔ سادہ لوح لوگ غریب عورتیں، مرد، بچے ان کو کیا سوجھی ہے کہ اتنا بے شمار روپیہ خرچ کر کے اتنے دور دراز ملک کا سفر کرنے جارہے ہیں اور کوئی دنیاوی مقصد نہیں۔ مجھے بتائیں نفسیاتی لحاظ سے یہ کیا واقعہ ہو رہا ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے بتایا کہ میں سوچ میں پڑ گیا میں نے کہا نفسیاتی لحاظ سے تو اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ ایک ہی لفظ میں اس کا جواب دوں میں نے کہا اس سے Love یہ صرف محبت کے کرشمے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محبت سے متعلق جو فارسی میں چند اشعار کہے میرا دل ان کی طرف منتقل ہوا کہ

اے محبت عجب آثار نمایاں کر دی
زخم و مرحم بَرَہ یار تو یکساں کر دی
تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گردتو گردم کہ چہ احساں کر دی (درثمین فارسی صفحہ: ۲۱۷)

یہ واقعی محبت والے ہی جانتے ہیں کہ محبت کیا ہوتی ہے اور اگر پروفیسر محمد علی صاحب کو خود محبت کا تجربہ نہ ہوتا تو خدا جانے وہ کیا اوٹ پٹانگ سا جواب دیتے اور نفسیاتی لحاظ سے ان کیفیات کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتے لیکن یہ بھی اس راہ سے گزرے ہوئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے بروقت ان کو صحیح جواب سجھایا۔ جو شعر میں نے آپ کے سامنے پڑھے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''اے محبت عجب آثار نمایاں کر دی''

اے محبت تو نے حیرت انگیز نشان ظاہر کر دئے ہیں۔

''زخم مرحم بَرَہ یار تو یکساں کر دی''

تو نے تو یار کی راہ میں زخم اور مرحم کو ایک سا بنا دیا ہے۔ اس راہ میں جو زخم لگتے ہیں ہمیں اس سے بھی ہم لذت پاتے ہیں اور پر جو تو مرحم عطا کرتی ہے یعنی اے محبت! اس سے بھی ہم لذت پاتے ہیں۔ ''تا نہ دیوانہ شدم'' جب تک میں عشق میں دیوانہ نہیں ہو گیا۔ ''ہوش نیامد سرم'' میرے سر کو ہوش نہیں آئی۔ ''اے جنوں گرد تو گردم''۔ اے جنوں عشق میں تیرے گرد طواف کرتا چلا جاؤں۔ ''کہ چہ احسان کردی'' تو نے عجیب احساں کر دیا ہے۔

پس وہ مہمان جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں اور اس عشق میں جو آپ سے انہوں نے سیکھا یعنی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا سچا عشق اور پھر اس عشق میں جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے دنیا کو سکھایا یعنی خدائے واحد و یگانہ کا پاک اور بے لوث عشق۔ اس میں کوئی دنیا کی کوئی غیر اللہ کی ملونی نہیں ہوتی۔ وہ جماعت جو اس عشق میں سرشار ہو کر یہاں پہنچی ہے اس کی دنیا کو سمجھ نہیں آسکتی۔ آنے والے بھی ایسے ہی ہیں اور جانے والے بھی ایسے ہی ہیں۔ بہت سی خواتین، بہت سے ایسے غرباء مجھے ملے جنہوں نے اپنے گاؤں سے باہر کسی دوسرے علاقے کو نہیں دیکھا تھا اور کسی طرح اپنے عزیزوں کی، اپنے امیر دوستوں کی منتیں کر کے انہوں نے زادراہ باندھا اور یہاں تشریف لائے۔ جہاں ان کو اتار دیا گیا وہاں سے باہر قدم نکال کے نہیں دیکھا اور جب میں نے ان سے باتیں کیں تو انہوں نے کہا ہمیں کچھ پتا نہیں کون سا ملک ہے کون سی جگہ ہے ہمیں تو اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ ہماری تمنا پوری ہو گئی کہ ہم موت سے پہلے ایک دفعہ اس جلسے میں شرکت کریں جس میں آپ بھی ہوں اور اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھیں۔

ایک جانے والا لکھ کر ایک پیغام میرے نام چھوڑ گیا کہ جب میں آیا تھا تو اور لوگوں کی طرح مجھے بھی خیال تھا کہ کہیں جب وقت ملا خدا نے توفیق دی تو باقی دنیا بھی دیکھ لیں گے لیکن اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں اسی طرح واپس چلا جاؤں کیونکہ جو نشہ مجھے اس جلسے کا آیا ہے میں نہیں چاہتا کہ اس میں کوئی اور ملونی ہو جائے۔ لیکن سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ اس عشق نے جو جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس نے غیروں کو بھی متاثر کر دیا ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں محمود ایاز ایک صف میں کھڑے ہو گئے ہیں۔

چنانچہ بہت سے غیر احمدی دور دراز کا سفر کرنے والے بھی اسی قسم کا اپنا تاثر بیان کر کے گئے ہیں۔ بعضوں نے کہا جو بڑے بڑے اپنے ملکوں کے عہدیدار تھے بڑے بڑے مناصب پر فائز تھے انہوں نے کہا ہم اب کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے اور جو کیفیت ہے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ اس کا بیان کرسکیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ کچھ ہمیں ہوا ہے اور جو کچھ ہم نے دیکھا ہے ایسی دنیا میں کوئی چیز کبھی نہیں دیکھی تھی اور ہم جانتے ہیں کہ ایسی اور کوئی چیز دنیا میں کہیں ہے بھی نہیں۔

موری قبیلے کے جو بہت عظیم راہنما نیوزی لینڈ سے تشریف لائے جس دن انہوں نے جانا تھا اس سے ایک دن پہلے انہوں نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ مجھے اور میری بیوی کو ملنے کا موقع دیں۔ چنانچہ میں نے کہا آپ تشریف لے آئیں رات کھانا میرے ساتھ ہی کھائیں۔ بہت ہی محبت کا انہوں نے اظہار کیا بڑی دلچسپ باتیں بتائیں۔ موری قبائل کے رسم و رواج بتائے اور مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ وہ خدائے واحد و یگانہ کے قائل لوگ ہیں اور ان کے ہاں بھی نبوت کا تصور ویسے ہی ہے جیسا کہ اسلام میں نبوت کا تصور پایا جاتا ہے اور انہوں نے بتایا کہ ہماری جماعت میں بھی ہمارے قبائل میں بھی جو لوگ ابھی تک اپنے آبائی مذہب پر قائم ہیں ان کے اندر بہت سے خصال جماعت احمدیہ کے سے ہیں اور اب جب آپ تشریف لائے تو ہم آپ کو سب تعارف کروائیں گے اور پھر آپ دیکھیں گے کہ وہ پہلے ہی سے بہت حد تک اس پیغام کو قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔

جب بہت سی دلچسپ باتیں ہو چکیں تو آخر پر میں نے ان سے کہا کہ آپ کا اب کیا ارادہ ہے اگر کچھ ٹھہر جاتے تو انگلستان کے کچھ حصے بھی دیکھ لیتے بڑا خوبصورت ملک ہے۔ انہوں نے

دراصل آنے سے پہلے خود اس بات کا اظہار کیا تھا اور یہاں آنے کے بعد بھی منتظمین سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ہم جلسے سے فارغ ہو کر کچھ دن یہاں ٹھہریں اور Lake District اور دوسری جگہیں جو مشہور ہیں ان کی سیر کر کے واپس جائیں۔ تو میں نے اسی خیال سے کہ شاید ان کا انتظام نہ ہو اس وجہ سے واپس جا رہے ہوں ان سے پوچھا کہ آپ کی تو خواہش تھی جب آئے ہوئے ہیں تو دیکھ لیں۔ تو کچھ دیر وہ سوچتے رہے کہ کیا جواب دوں۔ پھر انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں نے جو لذت یہاں پائی ہے اور جو کچھ دیکھا اس سے دل پہ جو کیفیت طاری ہے اس سے ایک نشے کا عالم ہے اور جس طرح ایک بہت اچھا کھانا کھانے کے بعد انسان پسند نہیں کرتا کہ اس کے مزے میں غیر مزے کی ملاوٹ ہو جائے اسی طرح اب میری یہ خواہش ہے کہ اس نشے اور اس مزے میں کوئی اور ملاوٹ نہ ہو اور میں جلد واپس جا کر اپنی قوم کو اور اپنے خاندان کو اور اپنے عزیزوں کو بتاؤں کہ یہ روحانی لذت کیا چیز ہے۔ جب ان کا یہ جواب سنا تو ان کی بیگم صاحبہ نے قہقہہ لگایا اور وہ قہقہہ بہت خوشی کا قہقہہ تھا یعنی بے اختیار ان کے دل سے پھوٹا۔ میں نے تعجب سے ان کی طرف دیکھا میں نے کہا کیا بات ہے انہوں نے کہا میں سوچ رہی تھی کہ اب میرا خاوند پھنس گیا ہے۔ دیکھیں کیا جواب دیتا ہے لیکن اس نے وہی جواب دیا جو میرے دل کا جواب تھا اور اس بات پر بے اختیار مجھے خوشی سے ہنسی آگئی کہ کتنے مزے کی بات ہے میرے خاوند نے وہی بات کہی جو میرے دل کی بھی کیفیت ہے۔

اب یہ تو احمدی لوگ نہیں۔ یہ تو مسلمان بھی نہیں لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو عشق جماعت کو عطا فرمایا ہے وہ ماحول میں سرایت کر رہا تھا اس کے لئے الفاظ کی ضرورت نہیں تھی۔ ہر آنے والا یہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ قوم اور قوم ہے، ان کی کیفیات اور کیفیات ہیں اور خود بخود ان جذبوں سے متاثر ہو رہا تھا۔

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشان کے طور پر یہ ایک جلسہ بھی ہے جسے ہم دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ اور اگر چہ ہر جلسے میں اسی قسم کی کیفیات کا انسان مشاہدہ کرتا ہے مگر سب آنے والوں نے جنہوں نے مجھ سے ملاقات کی ہے یا جن سے اور لوگوں نے باتیں کی ہیں ان سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ ہر شخص کی یہی کیفیت ہے کہ جلسے ہمیشہ ہی غیر معمولی اثر کرنے والے ہوتے ہیں اور جماعت کا مرکزی جلسہ انسان کو نئے ولوں اور نئے جذبوں کے ساتھ واپس بھیجتا

ہے لیکن یہ جلسہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مینار پر مینار قائم کر دیا گیا ہو۔ نئی بلندیاں عطا ہوئی ہیں اس کو اور ہر شخص نے یہ بیان کیا کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس قسم کی چیز بھی کوئی دنیا میں ہو سکتی ہے۔

پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی غیر معمولی شان ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ چند دنوں میں آپ نے دیکھا یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں نے اپنی مختصر تقریر میں یعنی جسے میں مختصر سمجھ رہا تھا لیکن لوگ لمبی سمجھ رہے تھے آنے والے۔ اس تقریر میں میں نے بیان کیا اور بہت سی باتیں نہیں بیان کیں۔ اس سے آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ تمام دنیا میں کوئی الٰہی تقدیر تھی جو کام کر رہی تھی۔ دلوں پر تصرف کر رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں عظیم الشان نشانات ظاہر ہور ہے تھے اور ایک ایسی عجیب کیفیت میں یہ سفر مکمل ہوا ہے کہ ساری زندگی میں کبھی اس قسم کا عجیب تجربہ نہیں ہوا اور جس طرح یہاں سے لوٹنے والے ایک نشے کی کیفیت میں لوٹ رہے ہیں میں اس سفر سے اسی قسم کی ایک نشے کی کیفیت میں یہاں لوٹا تھا۔

میں یہ سمجھتا ہوں جس طرح بعض دوسرے دوستوں نے بھی متوجہ کیا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان اس مباہلے کے چیلنج سے بھی تعلق رکھتا ہے جو گزشتہ سال کے وسط میں میں نے دیا تھا اور یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غیر معمولی ایک عظیم الشان تصرف تھا جس کے نتیجے میں وہ مباہلے کا چیلنج دیا گیا اور اس کے ساتھ پھر خدا تعالیٰ نے ہمارے صدی کے آخری سال کے کچھ حصے اور نئے سال کے کچھ حصے کو اکٹھا کر دیا اور اس مباہلے کے چیلنج کے بعد خدا تعالیٰ نے اس کثرت سے جماعت کے ساتھ رحمت اور فضلوں کا سلوک کیا ہے، اس کثرت سے اعجازی نشان دکھائے ہیں کہ جیسا کہ میں نے اس مباہلے میں دعا کی تھی کہ اے خدا جو سچا ہے اس پر اپنے فضلوں کی بارشیں نازل فرما۔ ان کے حالات اچھے کر دے ان کے دلوں میں دین کی محبت بڑھا دے ان کو عبادت گزار بنا اور ان کو ایسی ترقی دے کہ دنیا حیران رہ جائے اور کسی انسانی کوشش کا دخل اس میں نہ ہو۔

پس اس جلسے پر جو کچھ آپ نے دیکھا ہے یہ کچھ ان دعاؤں کا پھل بھی ہے لیکن اسے اور یقینی بنانے کے لئے خدا تعالیٰ نے ان مدمقابل لوگوں کے جلسے کو اس بری طرح ناکام اور ذلیل کر دیا ہے کہ یہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ جو جلسہ انہوں نے ہمارے مقابل پر بڑی شان و شوکت

سے ابھی منایا ہے **نعوذ باللہ من ذالک** آنحضرت ﷺ کی ناموس کے نام پر گو اس سے پہلے بھی جلسہ ہوتا رہا ہے بڑی بڑی دور سے بسیں بھر کے آیا کرتی تھیں سینکڑوں بسیں یہ بھرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کچھ خالی رہ جاتی تھی کچھ بھر جایا کرتی تھیں۔ چھ چھ ہزار تک ان کی حاضری ہو جایا کرتی تھی۔ اس جلسے پر انگریزی اخباروں نے تو تین سو حاضری بتائی ہے لیکن جماعت احمدیہ کے نمائندے جن کو میں نے کہا تھا وہ گئیں وہ چونکہ سچ بولنے کے عادی ہیں اور سچی بات ہی کرتے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ شروع میں ڈیڑھ سو تھی، پھر تین سو ہوئی، پھر اور حد سے زیادہ جو حاضری ہوئی ہے وہ پانچ سو ساٹھ، ستر کے لگ بھگ تھی اس سے زیادہ حاضری نہیں گئی اور ہمارے جلسے کی حاضری خدا کے فضل سے چھ سات ہزار سے بڑھ کر انگریزی اخباروں کے مطابق پندرہ ہزار تک پہنچی اور یہاں انفرادی گنتی کے لحاظ سے چودہ ہزار کچھ سو تک گئی ہے۔

اب یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک حیرت انگیز نشان ہے موازنے کا۔ یاد رکھیں یہ وہ سال ہے جس سال کے متعلق گزشتہ جلسوں میں ان لوگوں نے مباہلے کے بعد اعلان کیا تھا کہ یہ وہ سال جس کو یہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا سال کہہ رہے ہیں اور سو سالہ جشن کا سال کہہ رہے ہیں یہاں اس ملک میں ہم جماعت احمدیہ کو دفن کر کے دکھائیں گے اور اسی ملک میں ان کی ساری شان و شوکت دفن کر دی گئی ہے اور ان کے سارے دعاوی جو ہیں وہ ذلیل و رسوا اور خائب و خاسر کر کے دکھائے گئے۔

پس خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سب نشانات ہیں جن میں عقل ہو، جن میں سمجھ ہو، جنہیں بصیرت ہو ان کے لئے تو یہ ایک ایسا تاریخی زمانہ ہے جو شاذ کے طور پر انسانوں کو دیکھنے میں ملتا ہے۔ اس کے برعکس بعض دوسری طرف سے شور و غا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم نے مباہلے میں ان کو ہرا دیا، کوئی کہتا ہے یہ مباہلے کا چیلنج ہے وہ قبول کر کے دکھاؤ اور جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہم دنیا پر یہ اثر ڈالیں گے کہ گویا مباہلے میں ہم جیت گئے ہیں۔ اسی جلسے میں ایک مقرر ہیں جس کا نام لیتے ہوئے بھی گھن آتی ہے۔ اس کی ایسی گندی عفونت والی طبیعت ہے کہ جب بولتا ہے گندگی پھیلاتا ہے۔ اس نے یہ اعلان کیا کہ دعا یہ کرو میرے لئے کہ میں پندرہ ستمبر تک زندہ رہوں کیونکہ مرزا طاہر (نام تو میرا نہیں لیا ایک اور نجاست بولی) اس نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں پندرہ ستمبر سے پہلے لازماً مر جاؤں گا۔ بالکل جھوٹ آپ لوگ وہ خطبہ سن چکے ہیں جس میں میں

نے کہا تھا۔ میں نے کہا تھا اس شخص نے یہ اعلان کیا ہے کہ جماعت احمدیہ پندرہ ستمبر تک زندہ نہیں رہے گی اور جماعت احمدیہ دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گی اور جب اس کو میں نے پکڑا اسی خطبہ میں تو اس کے بعد کچھ عرصہ کے بعد یہ اعلان کیا کہ مرزا طاہر زندہ نہیں رہے جماعت احمدیہ کو میں کیسے مار سکتا ہوں۔ کم سے کم اتنا تو اپنی شکست کا اعتراف کر لیا کہ کوئی دنیا میں ایسا پیدا نہیں ہوا جو جماعت احمدیہ کو مار سکے اور اب خود اس بات کو، تیسرا جھوٹ، الٹا کر یہ بنا لیا گویا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ یہ پندرہ ستمبر تک مر جائے گا۔

تو جن کے مباہلے کی بنا جھوٹ پر ہو وہ تو جھوٹے ثابت ہو گئے اور کون سا مباہلہ باقی ہے پھر۔ مباہلے سچے جھوٹے کی تمیز کے لئے آیا کرتا ہے۔ جو مباہلے کے بعد کھلم کھلا جھوٹ بولے اور اس کا جھوٹ پکڑا جائے اس کے اوپر تو موت آ گئی اور وہ تو اس مباہلے میں ہلاک ہو گیا ہے۔

اسی قسم کی ایک خبر کل پاکستان سے ملی کے حافظ آباد کے ایک علاقے میں ایک شخص نے تیاری شروع کی ہے جشن منانے کی اپنے جیتنے کی۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ حافظ آباد کے قریب ہے ایک گاؤں مانگٹ اونچا اس کے ایک احمدی نوجوان نے بغیر کسی اجازت کے، بغیر کسی بات کے، بغیر اللہ تعالیٰ سے کوئی خبر پائے از خود اس سے یہ معاہدہ کر لیا، مباہلہ کیا اپنی طرف سے اور مباہلے کی شرط یہ تھی کہ اگر وہ شخص جس تاریخ کو وہ بات کر رہے ہیں ایک سال کے اندر اندر نہ مرا تو اس کا سچا ہونا ثابت ہو جائے گا۔ جب مجھے یہ اطلاع ملی تو میں حیران ہوا میں نے کہا کوئی عقل کے ناخن لو یہ تم کیا بات کر رہے ہو۔ اول تو یہ کہ بار بار میں سمجھا چکا ہوں مباہلہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے، نہ انفرادی طور پر یہ کوئی ایسا نظام ہے جسے ہر شخص استعمال کرتا پھرے۔ اگر ہر شخص اس طرح استعمال کرے اور چیلنج دے یکا یک تمام دنیا کے جھوٹے مر جائیں پھر ایک سال کے اندر اندر اور صرف سچے باقی رہ جائیں۔ اگر ایسا ہونا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کیوں نہ یہ واقعہ ہو گیا جب سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ کئی شرطیں ہیں۔ قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے وہ لوگ جن پر حجت تمام ہو چکی ہو، جو تمام چھان بین کر چکے ہوں اور سب تحقیق کے بعد عمداً جھوٹ بول رہے ہوں اور پھر وہ قوم کے راہنما ہوں اور پھر ان کو چیلنج دیا جائے اور پھر وہ اس چیلنج کو آنکھیں کھول کر قبول کریں۔

تو نہ وہ کسی قوم کا راہنما، نہ ہمارا احمدی کسی قوم کا راہنما اور آپس میں اس بیہودہ شرط پر مباہلہ

کیا۔ مجھے جب پتا لگا تو میں نے نظارت اصلاح وارشاد کو کہا اس کو سمجھائیں یہ پاگل پن کی حرکت ہے ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔ یہ کوئی مباہلہ نہیں ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ خدا پابند نہیں ہے۔ ہر شخص بڑیں مارتا رہتا ہے اس کے اوپر تقدیر خود بخود تو حرکت میں نہیں آتی ۔اس نے اصرار کیا کہ نہیں میں تو ضرور کروں گا۔ میں نے کہا اچھا پھر اس سے یہ کہیں جو باتیں میں نے لکھی ہیں کہ مولوی کہتے ہیں احمدیت یوں، احمدیت یوں ہے، احمدیت یوں ہے ان کو باقاعدہ پھر اخبار میں شائع کرائے اور بتائے کہ یہ باتیں سب سچی ہیں ۔تو اس نے کہا کہ نہیں وہ بھی نہیں ۔ میں نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کا مباہلہ کروں گا۔ میں نے ان کو کہلا کے بھجوایا کہ اگر چہ اس شخص نے بغیر اجازت کے خود بخود یہ بات کی ہے لیکن اس کو کہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقۃ الوحی والے مباہلے کو وہ قبول کرنا چاہتا ہے تو اس کی شرطیں پوری کرے۔ حقیقۃ الوحی پڑھے اور پڑھنے کے بعد جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے چند ملکی اخباروں میں اشتہار دے تا کہ اس کی کم سے کم نمائندگی تو کچھ ثابت ہو اور دنیا کو پتا لگے ورنہ ہر کس و ناکس کے لئے خدا ایسے نشان تو نہیں دکھایا کرتا۔ اس نے یہ کتاب لے کے دو تین دن کے بعد واپس کی اور کہا میں نے پڑھ لی ہے لیکن دینے والے نے جب مجھ سے سوال کئے تو اس نے کہا کہ ہر بات کا جواب جھوٹا تھا اس کو پتا ہی نہیں کہ یہ کتاب ہے کیا۔ یعنی نہ صرف یہ کہ پڑھی نہیں بلکہ جھوٹ بولے مسلسل اور اس کے جھوٹ بھی پکڑے گئے اور پھر جب کہا کہ اخبار میں شائع کرو تو اخبار میں کوئی شائع نہیں کروایا اور اس پہلے واقعہ سے اب اس کو ایک سال گزر رہا ہے اور وہ نہیں مرا تو وہاں جشن منا رہے ہیں وہ لوگ کہ ہم جیت گئے ۔ میں نے ان کو کہلا کے بھجوایا کہ جس شخص کی موت کی خبر نہیں دی گئی اس شخص کی زندگی کیسے نشان بن گئی ۔ اگر ان میں کوئی شرافت اور حیا ہوتی تو جس موت کی خبر دی گئی تھی اس موت کے واقعہ ہونے پر اس وقت انہوں نے کیوں توبہ نہیں کی ، کیوں احمدیت کی سچائی کا اعلان نہیں کیا۔ اس کی موت کی خبر تو نہ میں نے دی نہ اس احمدی نے دی جس کے ساتھ یہ باتیں ہو رہی تھیں ۔ یک طرفہ بڑ تھی اور بس اور ضیاء الحق کی موت کی خبر ، اس کی ہلاکت کی خبر اس سے تین چار دن پہلے مجھے خدا تعالیٰ نے بتائی اور میں نے ان خطبہ میں اعلان کے ساتھ ، وضاحت کے ساتھ کہا کہ نہ صرف یہ کہ چونکہ یہ شرارت میں آگے بڑھ گیا ہے اس لئے خدا کے نزدیک مباہلہ مقبول ہوا ہے بلکہ مجھے رات خدا نے یہ

رؤیا دکھائی ہے وہ ساری تفصیل میں نے بتائی اور اب کوئی دنیا کی طاقت اس کو ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔

اگر تقویٰ ہوتا ان لوگوں میں تو جس شخص کی موت کی خبر دی گئی تھی اور جو پاکستان کا سب سے طاقتور، صاحب استبداد انسان تھا۔ جس کو ساری قوم زور لگا چکی تھی لیکن اپنے تخت سے متزلزل نہیں کر سکی تھی۔ اس کی آسمانی ہلاکت پر اس حیرت انگیز نشان پر تو ان لوگوں کو توفیق نہیں ملی کہ وہ صداقت کو قبول کریں اور ایک شخص جو بڑیں مار رہا ہے جھوٹ بول رہا ہے اس کا جھوٹ ثابت ہے بار بار وہ نہیں مرا کہ اب یہ ان کی صداقت کا اور نعوذ باللہ احمدیت کے جھوٹے ہونے کا نشان ہے۔

جو دعا مباہلے میں میں نے کی تھی اس میں تو یہ تھا کہ ساری دنیا میں خدا تعالیٰ احمدیت کے اوپر برکتیں نازل فرمائے اور رحمتیں نازل فرمائیں گے اور یہ لوگ ذلیل و رسوا ہوتے چلے جائیں اور ہو رہے ہیں۔ میں نے جیسا کہ واضح کیا تھا گالیاں دینا ہرگز عزت نہیں ہے۔ کوئی دشمن جتنی مرضی گالیاں دیتا چلا جائے اس سے شرفاء کی عزت پر حرف نہیں آتا۔ اگر غیر جانبدار لوگ اس کی عزت افزائی کرتے چلے جائیں اور اس کی عزت اور اکرام میں بڑھتے چلے جائیں تو یہ خدا کی طرف سے سچا عزت کا نشان ہوا کرتا ہے۔

پس ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے جو اکرام دیا ہے اس سال اور غیر معمولی اکرام دیا ہے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اب اس بات کا ثبوت بن کر آسمان صداقت پر ایک سورج کی طرح چمکتا رہے گا۔ یہ جماعت سچے کی جماعت ہے۔ یہ جماعت خود ایک سچی جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات نے نازل ہو کر ان کی سچائی کو ثابت کر دیا ہے۔

میں نے آپ کے سامنے بعض واقعات رکھے تھے۔ مالی کے متعلق بتایا کہ یہ وہ سال ہے جس میں یہ کہتے تھے ہم احمدیت کو دفن کر دیں گے اور احمدیت مر جائے گی اور جواباً میں نے کہا تھا کہ تم اگر زندہ رہو گے تو دیکھو گے کہ احمدیت زیادہ زندہ ہو کر ظاہر ہوگی اور جن ملکوں میں کمزور ہے ان میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے آگے بڑھے گی۔ اب مالی وہ ملک ہے جس میں جماعت احمدیہ ایک کمزور جماعت تھی۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے ایک ہزار کے لگ بھگ احمدی ہوں گے کل اور اب جب وہ صاحب تشریف لائے وہاں سے میرے سامنے اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں جلسے میں ایک بہت بڑے مسلمان راہنما ہیں جن کو سارے ملک میں اور خصوصیت سے ایک علاقے میں بہت عزت و احترام کے ساتھ

دیکھا جاتا ہے۔انہوں نے بتایا ہے کہ آپ نے جو تیرہ ہزار کچھ سو کا اندازہ بتایا تھا وہ تو غلط ہے۔ پچھتر گاؤں ہیں جن کے متعلق میرا محفوظ اندازہ ہے کہ چالیس ہزار ایسے دوست ہیں جو اس وقت دھڑا دھڑ بیعت فارم بھر رہے ہیں اور وقت لگ رہا ہے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جانے میں۔

اب اس بات کے اظہار کے طور پر کہ یہ واقعہ اتفاقی نہیں ہوا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک صداقت کے نشان کے طور پر ظاہر ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے وہاں ایک اور عظیم الشان نشان دکھایا۔ عمر معاذ ہمارے مبلغ مالی لکھتے ہیں کہ مالی کے ایک مذہبی دوست جو بڑے سخت کٹر وہابی تھے وہ حج کی نیت سے سعودی عرب جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ رستے میں جب چاڈ ملک میں پہنچے تو انہوں نے یہ رؤیا دیکھی، ان کے الفاظ یہ ہیں کہ ''حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں''۔ یہ وہ صاحب ہیں جن کو کوئی اس بات کی خبر بھی نہیں تھی کہ جماعت احمدیہ بھی دنیا میں موجود ہے اور ہمارا کیا عقیدہ ہے۔ رؤیا دیکھی کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں۔ جس امام مہدی نے آنا تھا وہ آچکا ہے اور اس کی آمد پر پورے سو سال گزر چکے ہیں۔ یہ رؤیا دیکھی تو اپنے حج کے ساتھیوں کے سامنے بیان کی تو انہوں نے کہا یہ شخص پاگل ہو گیا ہے کیونکہ آج تک ایسی بات نہ ہم نے سنی نہ اس نے کبھی بات ایسی کی۔ اس لئے اس کو زنجیروں سے باندھ دو اور پاگل خانے پہنچا دو۔ چنانچہ اس کو زنجیروں میں جکڑ کے پہلے گاؤں بھجوایا گیا پھر ایک پاگل خانے، پھر دوسرے پاگل خانے اور پھر اس کو نائجیریا کے ایک پاگل خانے بھجوایا گیا اور ہر جگہ وہ وہی باتیں کرتا تھا میں پاگل نہیں ہوں مجھے خدا تعالیٰ نے یہ بات بتائی ہے میرے علم میں نہیں کہ وہ کون سی جماعت ہے لیکن خدا نے بتایا ہے کہ یہ واقعہ ہو چکا ہے اس لئے میں اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ نائجیریا کے ماہرین نے جب اس کا معائنہ کیا تو یہ کہہ کر واپس بھجوا دیا کہ یہ ہرگز پاگل نہیں ہے۔ جو یہ سمجھتا ہے خدا نے بتایا ہے اس کو بتایا ہے ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں۔ واپس ملک میں جا کر کچھ دیر اس کو باندھ کے رکھا پھر اس کی خبر ملک کے پریزیڈنٹ کو بھی پہنچی پھر اور وہاں انکوائریاں ہوئیں یہاں تک کہ اس کو پھر یہ سمجھ کر کہ نہ یہ جھوٹا ہے، نہ یہ پاگل ہے اس کو آزاد کر دیا۔ اور وہ پھر اس تلاش میں نکلا کہ خدا نے جو خبر دی ہے وہ ہیں کون لوگ اور کہاں ہیں۔ وہ اس تلاش میں پھر رہا تھا اور ملک ملک پھر رہا تھا کہ جب وہ آئیوری کوسٹ پہنچا تو وہاں اس کو کسی نے کہا کہ جو سوالات تم کہہ رہے ہو اور جس قسم کی جماعت کی تم تلاش میں ہو وہ یہاں آئیوری کوسٹ میں موجود ہے۔ مالی میں بھی ہے۔

بور کینا فاسو میں بھی ہے لیکن وہ ہیں جھوٹے لوگ۔ اس نے کہا مجھے تم ملاؤ تو سہی۔ تو آئیوری کوسٹ میں جب جماعت کے مرکز میں پہنچا اور اس نے ان سے سوال کئے کہ تمہارے کیا کیا عقیدے ہیں۔ پہلے بتائی نہیں خواب اپنی۔ جب انہوں نے بتائے کہ یہ ہیں۔ یہی سوال کیا کرتا تھا وہ ہر ایک سے تا کہ سچی جماعت تک وہ پہنچ سکے۔ تو انہوں نے بتایا تو اس نے کہا آمنا و صدقنا یہی تو مجھے خدا نے بتایا تھا اور اسی وقت بیعت کر لی۔ اب وہ واپس جا کر اپنے علاقے میں بے حد تبلیغ کر رہا ہے اور وہاں سے اطلاعیں مل رہی ہیں کہ اس کے زیر اثر بھی خدا کے فضل کے ساتھ کثرت سے لوگ تیار ہو رہے ہیں۔ تو اب یہ جو خدا نے مالی کو اپنے فضلوں کے لئے چنا ہے یہ جو دوست عمر کانتے تشریف لائے ہیں ان کا قبول احمدیت اور اس کے نتیجے میں کثرت سے لوگوں کا احمدی ہونا یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہے۔

ان دنوں باتوں کا اکٹھا پڑھنے سے پتا چلتا ہے کہ اس سال کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک عظیم الشان سال بنانا تھا جو بنا دیا گیا ہے یہ روشنی کا مینار قائم کر دیا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ الہام ایک دفعہ پھر بڑی شان سے پورا ہوا ہے کہ:

پائے محمدیاں بر منار بلند محکم تر افتاد (تذکرہ صفحہ: ۷۷)

یعنی یہ جماعت اس لئے قائم کی گئی ہے کہ عرصہ بہ عرصہ یہ بلند ہوتی چلی جائے اور یہ روشنی کا مینار بنتی چلی جائے اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا قدم اس کندھے پر اور بلند اور اونچا ہوتا چلا جائے اور یہ مینار جتنا بلند ہو اتنی آنحضرت ﷺ کی شان زیادہ بلندی زیادہ رفعت کے ساتھ تمام دنیا پر روشن ہوتی چلی جائے۔

یہ وہ حالات ہیں جو صرف مالی ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی بکثرت ظاہر ہو رہے ہیں۔ جلسہ کی تقریر میں بھی وقت کم تھا اور میں تفصیل سے اس مضمون پر روشنی نہیں ڈال سکا لیکن انشاء اللہ بہت سے کوائف ہیں جو باقاعدہ رپورٹ میں شائع ہوں گے تو جماعت کے لئے بہت ہی ازدیاد ایمان کا موجب بنیں گے۔

سیرالیون بھی ایک وہ ملک ہے جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے شدید مخالفت کے باوجود جو سعودی عرب کی طرف سے کی جا رہی ہے اور بے انتہا روپیہ پھیلانے کے باوجود کسی طور بھی وہ

جماعت کے قدم ترقی کی طرف روک نہیں سکے۔ بالکل بے اختیار ہو کے رہ گئے ہیں اور ان کی مخالفت کے علی الرغم ان کے جماعت بڑھتی چلی جارہی ہے، پھیلتی چلی جارہی ہے اور جو خطبے میں دیتا ہوں اس موضوع پہ وہ فوراً پہنچتے ہیں پاکستان کے مولویوں کے ذریعے رابطہ عالم اسلامی تک اور دوسری جگہوں پر۔ پھر وہ شرارتیں سوچتے ہیں اور منصوبے باندھتے ہیں کہ اب تو انہوں نے بتادیا ہے کہ کہاں ترقی ہو رہی ہے اب وہاں زور لگاؤ۔ پہلے تو میں حکمت سے کام لیتا تھا پھر مجھے خیال آیا کہ یہ خدا پر چھوڑو حکمتیں اسی پر ہمارا توکل ہے اگر وہ ترقی دے رہا ہے تو وہ یہ روک کیسے سکتے ہیں۔ ان کو یہ تاب وتواں کہاں ہے کہ جس جماعت کو خدا ترقی دینے کے فیصلے کر لے اس کی ترقی کی راہ میں روک ڈال سکیں اور اس کی ترقی کی راہ میں حائل ہو سکیں۔

پس مجھے اب کوئی پرواہ نہیں میں بتا دیتا ہوں کیا ہو رہا ہے کہاں ہو رہا ہے۔ آؤ اور زور لگاؤ اپنا۔ جو تمہارے لشکر ہیں وہ چڑھا لاؤ لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم یقیناً ناکام و نامراد رہو گے۔ خائب و خاسر رہو گے۔ خدا نے جماعت احمدیہ کی ترقی کے فیصلے کر لئے ہیں اور یہ فیصلے جو آسمان کی تحریریں ہیں زمین پر پوری ہوتی ہوئی تعبیروں کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ کوئی دنیا کی طاقت اب آپ کی ترقی کو روک نہیں سکتی۔ ہاں اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ اپنے اخلاص کی حفاظت کریں۔ اپنے صبر کی حفاظت کریں۔ اپنے عزم اور حوصلے کی حفاظت کریں۔ سر بلند کرتے ہوئے غیر اللہ کے خوف کے بغیر خدا پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ترقی کی تمام راہیں آپ کے لئے اب کشادہ کھلی پڑی ہیں اور یہ نئی صدی آپ کے لئے ایسے عظیم الشان پیغام لے کے آئی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ ترقیات کے نقشے خدا نے مختلف رنگ میں اس جلسے پر ہمیں دکھا دئے ہیں۔

جو مختلف ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقیات ہو رہی ہیں میں نے ان میں سے سیرالیون کا ذکر کیا لیکن صرف سیرالیون کا قصہ نہیں ہے۔ ہر ملک میں حیرت انگیز ہوائیں چل رہی ہیں۔ ایک مسمرہ چیف ڈم کے متعلق میں اس سے پہلے اعلان کر چکا ہوں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ پہلے پیراماؤنٹ چیف کو توفیق عطا فرمائی پھر اس کے پیچھے اس کے ماننے والوں میں سے آٹھ ہزار کچھ سو ایک دفعہ ہوئے، سات ہزار کچھ سو ایک دفعہ ہوئے اور اب وہ خدا کے فضل

سے سارے کا سارا علاقہ احمدیت کی آغوش میں آچکا ہے۔اس سے پھر دوسرے چیفس کی طرف سے پیغام ملنے شروع ہوئے کہ ہمارے پاس بھی آؤ اور ہمیں بھی ہدایت کا پیغام دو۔ وہ مہم اب جاری ہے اور ایک اور چیف جو یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں وہ ایک ویسے کسی علاقے کے چیف تو نہیں ہیں لیکن ایک بڑی ہی منظّم اور قربانی کرنے والی مذہبی جماعت کے راہنما ہیں اور اس کے جنرل سیکرٹری ہیں بانکو بانا (Banco Bana) غالباً اس کا نام ہے۔

جب میں دورے پر سیرالیون گیا تو وہاں سے واپسی پر مجھے ایک خط ملا جو غالباً انہی کی طرف سے تھا کیونکہ وہ سیکرٹری بانکا بانا کی طرف سے تھا۔اس میں انہوں نے لکھا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے آپ کے دوروں کا اور بعض ایسے نشان ہمیں معلوم ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ سچی ہے۔اس لئے ہماری طرف بھی توجہ کریں۔ ہماری طرف بھی اپنے نمائندے بھیجیں۔ ہم دس ہزار کی ایک جماعت ہیں جو اسلام سے گہری محبت رکھتی ہے اور منظّم جماعت ہے۔ ہمارے بڑوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ جہاں تک ظاہری اندازوں کا تعلق ہے یہ جماعت سچی ہے اس لئے ان سے رابطہ کیا جائے اور اگر گفتگو کامیاب ہو تو پھر باقاعدہ جماعتی طور پر اس جماعت میں شامل ہوا جائے۔ چنانچہ جب میں نے مبلغ کو وہاں بھجوایا ان کے ساتھ چند دوستوں کو تو گفت وشنید کے بعد وہاں ان کی جماعت کے بعض حلقوں کی طرف سے قبولیت شروع ہوگئی اور یہ سلسلہ اب چل رہا ہے آگے۔ یعنی یہ نہیں کہ سارے ملک کی طرف سے اکٹھا کسی نے اعلان کیا ہو۔ افریقین لوگ بڑے سمجھدار ہیں اور باوجود اس کے کہ آپ کو شاید یہ تاثر ہوگا کہ بڑے لیڈروں کے پیچھے چُپ کر کے چلے جاتے ہیں یہ نہیں ہوتا۔ پہلے لیڈر قبول کرتا ہے پھر وہ مواقع فراہم کرتا ہے اپنے ماننے والوں کو اور گفتگو کرواتا ہے اور دیکھتا ہے کہ مناسب ماحول میں امن کے ساتھ باقاعدہ گفت وشنید ہو اور کوئی ناجائز حرکت نہ ہو۔ یہ وہ ضمانت دیتا ہے۔ پھر اللہ کے فضل سے گاؤں گاؤں ایسی مجلسیں لگتی ہیں اور پھر گاؤں والے خود فیصلے کرتے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ چنانچہ اب تک چار ہزار ان کی جماعت کے احمدی ہو چکے ہیں اور باقی مسلسل ابھی کام جاری ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہاں سے بھی انشاء اللہ مزید کثرت سے بیعتوں کی اطلاع ملے گی۔

اور بھی کئی Chiefdoms ہیں جہاں خدا تعالیٰ نے بڑے پیار اور فضل کے نشان ظاہر فرمائے ہیں۔ گیمبیا میں بھی یہی صورت ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا وہ جماعتیں جو بارہ سے بھی کم تھیں کچھ سال پہلے وہ اب ۱۰۷ ہو چکی ہیں۔ میں نے جلسے پر ۱۰۸ کہا تھا مگر بعد میں مجھے مربی صاحب نے بتایا کہ غلطی سے میں نے ۱۰۸ بیان کیا تھا میں نے گنا ہے تو ۱۰۷ نکلی ہیں۔ مگر ۱۰۸، ۱۰۷ کا تو معمولی فرق ہے اصل فرق یہ ہے کہ اس سے پہلے چند سال پہلے جب میں یہاں آیا تھا تو کل تعداد آٹھ تھی اور اب خدا نے اس کو بڑھا کر ۱۰۷ کر دیا ہے۔ وہاں بھی ایک بیان کرنے میں غلطی ہوئی تھی۔ میں نے غالباً ۱۶ بتائی تھی تعداد شروع میں۔ وہ انہوں نے بتایا ہے کہ جب آپ یہاں آئے ہیں اس وقت ۱۶ نہیں تھی اس وقت آٹھ تعداد تھی اور اب ان چند سالوں میں تقریباً ایک سو ایک نناوے کا اضافہ ہو چکا ہے۔

گیمبیا کے جو مختلف مبلغ خط لکھتے ہیں رپورٹیں بھیج رہے ہیں ان میں سے ایک حفیظ شاہد صاحب کی رپورٹ میرے سامنے ہے وہ کہتے ہیں ان دونوں اللہ تعالیٰ کے فضل بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں۔ صرف گزشتہ دو ماہ میں خاکسار کو اپنے حلقے میں ۲۲ نئی جماعتیں قائم کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اس کے علاوہ ۲۱ نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ اس عبارت پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جماعتوں سے مراد یہ نہیں ہے کہ جہاں ایک آدمی آ جائے تو وہ جماعت بن گئی۔ ہوتا یہ ہے کہ نئی نئی جگہوں پہ جماعت کا پودا لگتا ہے پھر وہاں تبلیغ ہوتی ہے۔ پھر ایک خاصی تعداد وہاں جب قبول کر لیتی ہے تو اس کے بعد پھر جماعت قائم کی جاتی ہے۔ تو عملاً جہاں تک دیہات کا تعلق ہے ان کی تعداد اس سے زیادہ ہے جو بیان کی گئی ہے اور کہتے ہیں کہ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ذریعے تیرہ سو بچانوے بیعتیں ہو چکی ہیں۔

جہاں مختلف قسم کے اعزاز ملے ہیں جماعت کو ان میں ایک میں نے بتایا تھا کہ سیرالیون میں ہی ایک جگہ ہمارے مربی کو فوجی دستے نے سلامی دی ہے اور اس کے علاوہ جماعت کے جو سکول کے بچے تھے انہوں نے ان کے بڑے لوگوں کو سلامیاں دیں اور بڑی محبت اور پیار کے ماحول میں یہ ایک دوسرے کے ساتھ عزت افزائی کا سلوک کیا گیا۔ جو تقریریں اس موقع پر ہوئی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ اتنی باریکی سے ان حالات کو وہ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ یہ خیال نہ کریں کہ وہ سادہ لوگ ہیں ان کو پتا ہی کچھ نہیں کیا ہو رہا ہے۔ تمام مخالفت کے حالات کو سمجھتے ہیں تمام عناصر کو جانتے ہیں جو مخالفت پر

تلے ہوئے ہیں۔اس کے باوجود انہوں نے اپنی تقاریر میں یہ اعلان کئے ہیں کہ وہ لوگ جو احمدیت کا تعاقب کرنے کے لئے یہاں پہنچتے ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولویوں کی زبان ان تک پہنچی ہے کیونکہ یہ خاص ان کا محاورہ ہے ان کی دلچسپی کا کہ ہم احمدیت کا ہر جگہ تعاقب کریں گے۔

تو ایک بہت بڑے پولیس افسر نے جسے ہمارے سکول کی سلامی دی تھی ایک موقع پر انہوں نے اس کے بعد اپنی تقریر میں کہا کہ جو لوگ احمدیت کے تعاقب کے نام پر یہاں پہنچ رہے ہیں میں ان کو بھی خبر دار کرتا ہوں اور سیرالیون کے بسنے والے باشندوں کو بھی خبر دار کرتا ہوں کہ وہ احمدیت کا تعاقب نہیں بلکہ ہر سیرالیونی کا تعاقب کرنے یہاں پہنچ رہے ہیں اور ہم انہیں نا کام کر دیں گے۔

ایسے ایسے عظیم الشان خراج تحسین جماعت کو دئے گئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ بڑے کھل کے حکومت کے نمائندوں اور افسران نے کہا کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے ہمیں آکے بچایا۔ جس نے ہم پر احسانات کئے۔اب ہم آج کے آنے والوں کی خاطر ان کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔اس موقع پر جو ایک خبر سے مجھے بہت ہی خوشی ہوئی وہ یہ ہے کہ (Rocopoor) میں جہاں حضرت الحاج نذیر احمد صاحب علی نے احمدیت کا پیغام پہنچایا تھا اور بڑی قربانیاں دی تھیں سب سے پہلے جس مکان میں وہ آکے اترے تھے جو سڑک اس مکان کے پاس سے گزرتی ہے وہاں کے پیراماؤنٹ چیف نے سوسال پورے ہونے کی خوشی میں اس سڑک کا نام الحاج نذیر احمد علی سٹریٹ رکھ دیا ہے اور وہ سڑک آگے جا کر دو بڑی سڑکوں سے ملتی ہے۔تو اس جنکشن کا نام بھی کچھ اور تھا انہوں نے اب اس جنکشن کا نام بھی الحاج نذیر احمد علی جنکشن رکھ دیا ہے۔

ہر جگہ خدا تعالیٰ غیر معمولی عزت افزائیاں فرما رہا ہے جماعت کی اور مبلغ وغیرہ سب لکھتے ہیں کہ ہمیں تو نہیں کچھ سمجھ آتی کہ ہو کیا رہا ہے ہماری تو عقل سے بالا ہیں یہ باتیں۔

یوگنڈا میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی قسم کے بے شمار واقعات ہو رہے ہیں۔راجہ نصیر احمد صاحب ناصر نے اپنی رپورٹ میں ایک جگہ لکھا کہ ہمارے داعیین نے مائیو گوے نامی گاؤں کے کئی دورے کئے۔ وہاں تبلیغی مجالس ہوئیں۔اب خدا کے فضل سے تینتالیس (۴۳) افراد وہاں شامل ہوئے ہیں اور ایک مسجد بھی ساتھ لائیں ہیں اور دو ایکڑ زمین بھی ساتھ لائے ہیں لیکن اس کے علاوہ جو ان کی رپورٹیں تھیں میرے پاس اس وقت وہ کاغذ نہیں رہے۔اس میں بیک وقت سینکڑوں کے قبول احمدیت

کے ذکر بھی ہیں اور بعض گاؤں کے گاؤں خدا کے فضل سے احمدیت میں شامل ہوئے ہیں۔

اسی طرح داؤ دا احمد حنیف صاحب کی گیمبیا کی بڑی بڑی دلچسپ رپورٹیں ہیں مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اس وقت تو اتنا وقت میرے پاس نہیں کہ ان سب رپورٹوں کا اکٹھا تذکرہ کرسکوں لیکن جو ایمان افروز واقعات وہاں سے آتے ہیں انہیں پڑھ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے تصور سے اس کی رحمتوں اور فضلوں کے تصور سے روح سجدہ ریز ہوتی ہے اور دل حمد و ثناء سے بھرا رہتا ہے۔ وہ صاحب جن کا میں نے ذکر کیا تھا کہ جنرل سیکرٹری ہیں بانکو بانا کے ان کا نام مسٹر محمد ایستورے ہے۔ یہ بھی یہاں جلسے پر تشریف لائے ہوئے ہیں اور امید ہے کہ انشاء اللہ ان کے جانے کے بعد اور زیادہ تیزی سے جماعت احمدیہ میں شمولیت کا رجحان بڑھے گا۔

آخر پر میں ایک یہ بات بھی آپ کو بتاؤں کہ یہ جو میں نے واقعہ بتایا ہے رؤیا کے ذریعہ کسی کا احمدیت کی صداقت کو پانا یہ کوئی انفرادی یا اتفاقی واقعہ نہیں ہے بلکہ بعض اس اس نوع کے واقعات ہیں جو میرے دورے کے وقت جگہ جگہ دہرائے گئے ہیں اور ان کی شکل آپس میں ایک دوسرے سے اتنی ملتی ہے کہ سوائے اس کے کچھ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر ظاہر ہو رہی ہے۔ مثلاً جب میں گیمبیا گیا تو وہاں ایک ایسا غیر معمولی ستارہ طلوع ہوا اور وہ ستارہ عین چاند کی گود میں تھا کہ ویسی کوئی چیز کسی نے پہلے نہیں دیکھی تھی اور بعض اخباری نمائندوں نے اس کی تصویریں بھی کھینچی اگر چہ وہ اچھی نہیں آئیں لیکن اخبارات میں شائع ہوئیں اور اس کی تعبیر ان کو سمجھ نہیں آتی تھی۔ مجھے خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ نئی روشنی نہیں لے کے آئے بلکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے سورج کی روشنی ہی ہے جو اس چاند میں منعکس ہو رہی ہے تو اس ستارے سے مراد اس وقت کا خلیفہ ہو گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں پل رہا ہے۔ کیونکہ وہ تصویر ایسی بنی تھی کہ چاند کی گود میں ایک ستارہ ظاہر ہوا ہے اور نہ اس سے پہلے کسی نے ویسا ستارہ دیکھا نہ اس کے بعد کسی نے دیکھا۔

جب میں گھانا گیا تو وہاں بھی ایسا ہی واقعہ ہوا کہ ایک غیر احمدی مسلمانوں کے بڑے راہنما نے پیشتر اس کے کہ اس کو پتا ہوتا ہے کہ کون آنا ہے، کیا بات ہونی ہے اس نے دیکھا کہ چاند ہمارے شہر پر جھک گیا ہے اور اس کی اتنی روشنی ہے کہ کبھی ہم نے اس سے پہلے چاند کی ایسی روشنی نہیں دیکھی

تھی۔اس نے بعد میں خود ذکر کیا کہ جب مجھے پتا لگا کہ جماعت احمدیہ کے امام آرہے ہیں تو اس وقت مجھے خیال آیا کہ یہ اسی واقعہ کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح جس جس ملک میں میں گیا ہوں وہاں خدا کے فضل سے کوئی نہ کوئی آسمانی نشان ایسا ظاہر ہوا جس سے غیروں کو اطلاع ملی ہے۔یعنی اپنوں کو تو بعض دفعہ محبت کے نتیجے بھی اچھی خوابیں آجاتی ہیں اور جب تک خدا کی طرف سے خاص علامتیں ظاہر نہ ہوں ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ تمناؤں کی خواب ہے یا خدا کی طرف سے غیر معمولی نشان ہے لیکن جب کثرت سے غیر ایک ہی طرح کے خوابیں دیکھ رہے ہوں تو اس کو تصور یا تمنا کی خواب قرار دینا جہالت ہوگی۔ میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے کہ جب میں وہاں گیا گوئٹے مالا تو وہاں ایک منجم نے جو بہت بڑے صحافی بھی ہیں انہوں نے جب زائچہ نکالا تو انہوں نے دیکھا کہ جس تاریخ کو میں پہنچ رہا ہوں وہ گوئٹے مالا کی تاریخ کا سب سے معزز دن ہے اور اسی وجہ سے ان کو دلچسپی پیدا ہوئی ، اسی وجہ سے انہوں نے اخبارات میں جماعت کے متعلق مضامین لکھے اور سارے ملک میں اچانک جماعت احمدیہ کا تعارف ہو گیا جبکہ ہمارا اس وقت ایک بھی مسلمان وہاں موجود نہیں تھا۔

تو خدا کے کام ہیں جو کرتا ہے۔اب مجھے ایک دلچسپ بات نائجیریا کے متعلق معلوم ہوئی جو پہلے نہیں تھی یہ سنا کر پھر میں اس خطبے کو ختم کروں گا۔اس کا بھی اسی قسم کے ایک منجم کی پیشگوئی سے تعلق ہے۔آپ یہ جانتے ہیں منجم تو ٹامک ٹوئیاں مارتے رہتے ہیں لیکن بعض دفعہ خدا تعالیٰ ان کے زیر اثر لوگوں کو ہدایت دینے کی خاطر ان کے منہ سے بھی سچی باتیں نکلوا دیتا ہے۔جس طرح ایک دفعہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے میں ایک ایسے ہی اٹکل سے باتیں کرنے والا اس باغ کے قریب پہنچا جہاں حضور اکرم ﷺ آرام فرما رہے تھے اور وہ باڑ میں سے آپ کو دیکھ رہا تھا۔تو حضور اکرم ﷺ نے سنا ہوا تھا کہ یہ اٹکل پچو سے بڑی بڑی باتیں کرتا ہے دیکھوں یہ کیا چیز ہے کہیں دجال تو نہیں۔اس پر آپ نے سورۂ دخان کا مضمون ذہن میں باندھا اور اس میں بڑی حکمت یہ تھی کہ اگر دجال ہوا تو چونکہ دخان کا مضمون دجال سے تعلق رکھتا ہے اور یہ بھاگ جائے گا اور اگر ویسے ہی ہوا کوئی اٹکل والا تو اندازہ ہوگا کہ اس کو کچھ پتا بھی لگتا ہے کہ نہیں۔تو اس شخص میں کچھ خدا نے روشنی ضرور رکھی تھی۔ چنانچہ جب حضور اکرم ﷺ نے سورۂ دخان کا مضمون باندھا ہے ذہن میں اور یہ کہنے لگ گیا دخ دخ۔۔

یعنی صرف دخ تک پہنچا ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ (مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر: ۵۲۴۵) اب مجھے پورے الفاظ تو یاد نہیں لیکن غالباً اس قسم کا حضور کا تبصرہ تھا کہ مجھے تمہاری پہنچ کا پتا چل گیا ہے بس دخ تک ہی ہو تم۔ تو اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ایسے لوگوں کو بھی دوسروں پر اثر انداز ہونے کے لئے سچی باتیں بتا دیتا ہے۔

نائجیریا کے سب سے بڑے مسلمان چیف پہلے جن چیف سے میں ملا تھا بہت ہی معزز اور وہاں کے بادشاہ کہلاتے ہیں۔ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ ان سے بھی اوپر کا مقام ہے ان کا بہت ہی معزز ہیں اور صدر مملکت ان کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ ان سے کچھ احمدی ملے جشن تشکر کے سلسلے میں دعوت دینے کے لئے گئے اور ضمناً ذکر کیا کہ دیکھیں وہ دوسرے چیف اتنے بڑے چیف ہیں لیکن بہر حال آپ کے جیسے تو نہیں۔ وہ جب ہمارے امام آئے تو ان سے ملنے آئے، ان کو دعوت دی اور بہت بڑا اعزاز کیا اور دعائیں لیں تو آپ کیوں خاموش بیٹھے رہے ہیں۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ مجھ سے ایک دھوکا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے خود پریزیڈنٹ کی طرف سے یہ پیغام ملا تھا کہ اس طرح ہمارے ایک معزز مہمان آرہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی ان کے استقبال کرنے والوں میں شامل ہوں اور چونکہ وہ مسلمان راہنما ہیں وہ پریذیڈنٹ بڑے صاحب حکمت ہیں۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ دوسرے مسلمانوں پر یہ اثر ہو کہ اتنا بڑا مسلمان راہنما بھی جو عزت افزائی کر رہا ہے تو پھر ان سے ملنے جلنے اور تعلق بڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ غالباً ان کے پیش نظر یہ حکمت ہوگی لیکن وہاں کے ایک منجم نے یہ اخبار میں خبر شائع کر دی کہ تیرہ فروری کو جس دن میں نے وہاں پہنچنا تھا اس دن ایک بہت بڑا واقعہ ہونے والا ہے اور خود پریذیڈنٹ صاحب گھبرا گئے کہ کہیں کوئی فساد نہ ہو جائے چنانچہ انہوں نے ان کو فون کیا کہ دیکھیں میں نے آپ سے خود کہا تھا لیکن آپ چپ کر کے بیٹھے رہے کیونکہ تیرہ فروری کو کوئی بہت بڑا واقعہ ہونے والا ہے۔ ان کو یہ نہیں پتا تھا کہ اس دن میں نے آنا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے وہ دن بھی دکھا دیا ان کو۔ تو بہر حال وہ واقعہ ہو کے گزر بھی گیا لیکن بعد میں یہ خدا تعالیٰ نے اس روایت کو محفوظ کرانے کے لئے ہم تک اس بات کو پہنچا بھی دیا۔

تو ہر دفعہ ہر طرف سے یہ اطلاع مل رہی ہے کہ جو کچھ ہوا ہے اس میں خدا کی تقدیر کا ہاتھ تھا اور ہماری ہوشیاریوں اور چالاکیوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ ہماری کوششوں اور منصوبوں کا دخل نہیں ہے

لیکن خدا کی تقدیر بھی بے وجہ تو ظاہر نہیں ہوا کرتی۔ میں اس یقین سے بھر چکا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے دل میں خدا نے تقویٰ دیکھا ہے۔ جماعت احمدیہ کے دل میں خدا تعالیٰ نے خود للہی محبت پائی ہے۔ ایسا خلوص دیکھا ہے جو تقدیروں کو ڈھالا کرتا ہے اور جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی رحمتیں آسمان سے زمین پر جھک جایا کرتی ہیں۔

پس نئی صدی میں آگے بڑھنے والو! اسی یقین اور کامل خلوص اور تقویٰ اور توکل کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جاؤ کہ یہ صدی تمہاری اور غلبۂ اسلام کی صدی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بدل نہیں سکتی کیونکہ یہ آسمان پر لکھی ہوئی تقدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر اور ہمیں تقویٰ کی راہوں پر قدم آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

ایک لمبی فہرست ان کتب کی بھی ہے جو اس موقع پر یعنی اس سال کے دوران خصوصیت سے شائع کی گئی ہیں ان میں ایک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پر ایک کتاب ہے جو Mr. Iain Adamson نے جو یہاں کے ایک مشہور صحافی تھے اور آج کل ریٹائرڈ ہیں اور بڑے مقبول مصنف ہیں انہوں نے تحریر کی ہے اور یہ کتاب ایسی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ بہت ہی عمدہ اس مضمون پر میرا خیال ہے انگریزی میں اس سے پہلے ایسی اچھی کتاب نہیں لکھی گئی۔ تو جو دوست یہ کتاب اور دوسرا لٹریچر لے جانے کے خواہش مند ہوں ان کے متعلق میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ یہ سارا لٹریچر وہ ہے، قیمتی لٹریچر اس میں بڑا جو قیمتاً فروخت کیا جاتا ہے مگر جلسے پر آنے والے مہمانوں کے لئے یہ میں تحفہ کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے جو دوست یہاں سے جاتے ہوئے ان نئی شائع شدہ کتب میں سے لینا چاہیں اپنے لئے، گھر واپس لے جانے کے لئے تو جو سٹال پہ بیچنے والے ہیں وہ ان کو تحفۃً پیش کریں۔ جو زائد اپنے طور پر خدمت کے لئے رقم دینا چاہیں وہ بے شک قبول کریں لیکن فرض نہیں ہے اور ایک کتاب ساتھ لے جانے کا حق ہے آپ کا۔ اگر وہ مہیا ہوئی تو انشاء اللہ آپ کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔